

"آپریشن پراجیکٹ فریڈم" اور ایران کے حوالے سے امریکہ کے بدلتے ہوئے رویے

تحریر: استاد اسعد منصور

(ترجمہ)

یہ بات قابل غور ہے کہ جب بھی امریکی انتظامیہ کسی خاص طریقے میں ناکام ہوتی ہے، اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہتی ہے، یا یہ محسوس کرتی ہے کہ اس کے نقصانات فوائد سے زیادہ ہیں، تو وہ فوراً اپنا راستہ بدل لیتی ہے۔

جب امریکہ پہلی اور دوسری صف کی قیادت کے قتل کے ذریعے ایران میں حکومت گرانے یا اسے اپنی اطاعت پر مجبور کرنے میں ناکام رہا، اور چالیس دنوں تک اپنی جارحیت جاری رکھنے کے بعد، اس نے دو ہفتوں کے وقفے کا اعلان کیا، پھر اسے غیر معینہ مدت تک بڑھا دیا، اور ایران کے ساتھ معاہدے کے لیے مذاکرات کی طرف مڑ گیا، جبکہ ٹرمپ نے یہ دعویٰ کیا کہ اس نے حکومت بدل دی ہے۔

جب ٹرمپ نے دیکھا کہ برسرِ اقتدار لوگوں کے موقف میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں آئی ہے، تو اس نے ایرانی بندرگاہوں کی ناکہ بندی کا سہارا لیا۔ تاہم، اس سے ایران کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کرنے کا مطلوبہ نتیجہ حاصل نہ ہو سکا، بلکہ حقیقت میں آبنائے ہرمز پر ایران کا کنٹرول قائم ہو گیا۔ خلیج میں سینکڑوں بڑے ٹینکر پھنس کر رہ گئے۔

ٹرمپ نے جب جارحیت شروع کی تو کسی سے مدد نہیں مانگی تھی، کیونکہ وہ اس تکبر میں مبتلا ہے کہ وہ دنیا کو تہہ وبالا کر سکتا ہے اور آسمانوں کو آگ لگا سکتا ہے۔ تاہم، ٹرمپ کو جلد ہی احساس ہو گیا کہ وہ ایک ایسے ملک کے سامنے بے بس ہے جس کے پاس اس کے مقابلے میں ہتھیاروں کا محض دسواں حصہ تھا۔ اس نے آبنائے کو کنٹرول کرنے میں مدد کے لیے دہائی دی، لیکن اس کے مغربی اتحادیوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

چنانچہ ٹرمپ نے ایک اور چال چلی اور 4 مئی 2026 کو "آپریشن پراجیکٹ فریڈم" کے نام سے ایک مہم کا اعلان کیا، جس کا بظاہر مقصد ان ممالک کے جہازوں کی مدد کرنا تھا جنہیں اس نے غیر جانبدار اور مشرق وسطیٰ کے بحران میں غیر متعلقہ قرار دیا تھا، جو آبنائے ہرمز میں پھنسے ہوئے تھے، تاکہ ان کے گزرنے میں آسانی پیدا کی جاسکے۔

جب یہ کوشش بھی ناکام ہو گئی تو ٹرمپ نے اس آپریشن کو روک دیا۔ 5 مئی 2026 کو اس نے اس کی معطلی کا اعلان کرتے ہوئے اٹرو تھ سوشل اپر کہا: "پاکستان اور دیگر ممالک کی درخواست پر، ایران کے خلاف مہم کے دوران ہمیں جو زبردست فوجی کامیابی حاصل ہوئی ہے، اور مزید یہ کہ ایران کے نمائندوں کے ساتھ مکمل اور حتمی معاہدے کی جانب بڑی پیش رفت ہوئی ہے، ہم نے باہمی طور پر اتفاق کیا ہے کہ، اگرچہ ناکہ بندی پوری قوت کے ساتھ برقرار رہے گی، پراجیکٹ فریڈم (آبنائے ہرمز کے ذریعے بحری جہازوں کی نقل و حرکت) کو ایک مختصر مدت کے لیے روک دیا جائے گا تاکہ یہ دیکھا جاسکے کہ آیا معاہدے کو حتمی شکل دے کر اس پر دستخط کیے جاسکتے ہیں یا نہیں۔" پھر 6 مئی 2026 کو اس نے دعویٰ کیا: "وہ ڈیل کرنا چاہتے ہیں۔ گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران ہماری بہت اچھی بات چیت ہوئی ہے، اور یہ بہت ممکن ہے کہ ہم کوئی ڈیل کر لیں۔ ایران کے پاس جو ہری ہتھیار نہیں ہو سکتے، اور وہ نہیں رکھیں گے، اور وہ اس پر راضی ہو گئے ہیں۔"

جب ٹرمپ کا کوئی بھی دعویٰ حقیقت کا روپ نہ دھار سکا، اور ایران نے اس کی نو نکاتی تجویز کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ اس کے بجائے چودہ نکاتی جوابی تجویز پیش کر دی، تو اس نے ان کے ساتھ بحری جھڑپوں کا سہارا لیا۔ اس نے کہا کہ یہ جنگ کی طرف واپسی نہیں ہے، تاکہ وہ دشمنی دوبارہ شروع کرتے ہوئے نظر نہ آئے، کیونکہ اگر یہ دشمنی کا دوبارہ آغاز ہوتا اور اس سے کچھ حاصل نہ ہوتا، تو وہ دوسری بار ناکام ہو جاتا، اور اسے جنگ کے لیے کانگریس کی منظوری بھی حاصل کرنی پڑتی۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ یہ حربہ اپنانے کا حملہ کر اور پھر رک جاؤ۔

5 مئی 2026 کو وزیر خارجہ روبیو نے اعلان کیا کہ امریکہ نے ایران کے خلاف اپنی جارحانہ کارروائیاں ختم کر دی ہیں اور اب وہ دفاعی پوزیشن میں ہے۔ اس نے کہا کہ 'آپریشن ایک راتھ' (Operation Epic Wrath) ختم ہو چکا ہے، جیسا کہ صدر ٹرمپ نے کانگریس کو مطلع کر دیا تھا۔ اس نے کہا، "ایپک فیوری (Epic Fury) آپریشن ختم ہو گیا ہے جیسا کہ صدر نے کانگریس کو مطلع کیا، ہم اس کے اس مرحلے سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اب ہم اس پراجیکٹ فریڈم کی طرف بڑھ رہے ہیں۔" اس نے مزید کہا، "اس کا مقصد 87 مختلف ممالک کے تقریباً 23,000 عام شہریوں کو بچانا ہے جو خلیج کے اندر پھنسے ہوئے ہیں اور ایرانی حکومت نے انہیں خلیج فارس میں مرنے کے لیے چھوڑ دیا ہے... وہ تنہا ہیں، بھوکے ہیں، غیر محفوظ ہیں، اور اس کے نتیجے میں کم از کم دس ملاح پہلے ہی ہلاک ہو چکے ہیں۔ جو سویلین ملاح تھے"۔ اس نے ایران سے مطالبہ کیا کہ وہ مذاکرات کی میز پر آئے اور امریکی شرائط کو تسلیم کرے، اور نوٹ کیا کہ امریکی ایلیٹی وٹکوف اور کشر سفارتی حل کی سمت کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا کہ "جہاں تک مذاکرات کا تعلق ہے، میرے خیال میں صدر واضح کر چکے ہیں کہ مذاکرات کے عمل کا حصہ نہ صرف یورینیم کی افزودگی ہونی چاہیے، بلکہ اس مواد کا کیا بنے گا جو کہیں گہرائی میں دفن ہے جس تک ان کی اب بھی رسائی ہے اگر وہ کبھی اسے نکالنا چاہیں؛ اس پر بات ہونی چاہیے۔ اور مذاکرات میں اس پر بات کی جا رہی ہے۔"

یکم مئی 2026 کو ٹرمپ نے ایوانِ نمائندگان اور سینیٹ کے رہنماؤں کو مطلع کیا کہ ایران کے خلاف جارحانہ کارروائیاں ختم کر دی گئی ہیں، یہ اقدام کانگریس کی جانب سے جنگ جاری رکھنے کے لیے اجازت نامہ حاصل کرنے کے دباؤ کے بعد اٹھایا گیا، کیونکہ جنگ تیسرے مہینے میں داخل ہو چکی تھی۔ اس نے اس قانون کی تعمیل کی تصدیق کی جس میں یہ شرط رکھی گئی ہے کہ صدر کو 60 دن سے زائد عرصے تک فوج تعینات کرنے سے پہلے متفقہ سے اجازت حاصل کرنی چاہیے۔

جب ایران نے کوئی جواب نہ دیا اور معاہدے کے لیے مذاکرات دوبارہ شروع کرنے سے انکار کر دیا، تو وہ دوبارہ دھمکیوں پر اتر آیا اور 9 مئی 2026 کو اس نے ایک منصوبے کا اعلان کیا جسے اس نے "پراجیکٹ فریڈم پلس" کا نام دیا، جس کی اس نے مزید وضاحت نہیں کی۔ تاہم، امریکی حکام نے بتایا کہ اس میں خلیج میں امریکی فوجی موجودگی میں اضافہ، ایرانی بندرگاہوں کی بحری ناکہ بندی کو سخت کرنا، اور آبنائے ہرمز میں جوانی کارروائیوں کو بہتر بنانا شامل ہے۔ یہ اطلاع دی گئی کہ 'پراجیکٹ فریڈم' کا سابقہ ورژن تجارتی تیل بردار جہازوں کی حفاظت کے لیے جنگی جہازوں کی ایک چھوٹی تعداد بھیجنے تک محدود تھا اور اس میں تقریباً 15,000 فوجی اور 100 طیارے تعینات کیے گئے تھے۔ یہ صرف جزوی طور پر کچھ جہازوں کو بچانے میں کامیاب رہا کیونکہ اسے ایرانی دھمکیوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

6 مئی 2026 کو امریکی ویب سائٹ 'ایکسوس' نے ایک پاکستانی ذریعے کے حوالے سے بتایا کہ امریکہ اور ایران جنگ ختم کرنے کے لیے ایک صفحے کی یادداشت پر متفق ہونے کے قریب ہیں۔ اس معاہدے میں ایران کا یورینیم کی افزودگی معطل کرنے کا عہد، امریکہ کا اپنی پابندیاں ختم کرنے پر اتفاق، ایران کے منجمد ایروں ڈالر کے فنڈز کا اجراء، اور دونوں اطراف سے آبنائے ہرمز سے گزرنے پر عالمی پابندیاں ختم کرنا شامل ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ٹرمپ ایران کے ساتھ معاہدہ کرنے پر مجبور ہے کیونکہ دوبارہ دشمنی شروع کرنے کے لیے کانگریس کی منظوری درکار ہے، جس کی کوئی ضمانت نہیں ہے، اور اس لیے بھی کہ دوبارہ لڑائی کا نتیجہ غیر یقینی ہے، کیونکہ وہ پہلے ہی کوشش کر کے ناکام ہو چکا ہے۔ اسی طرح، خلیج میں پھنسے ہوئے جہازوں کو بچانے کے اس کے منصوبے کو کامیاب ہونے کے لیے کافی وقت درکار ہے اور یہ خطرات سے بھرا ہوا ہے۔ یہ بات قابل مشاہدہ ہے کہ ٹرمپ فوری اور منافع بخش سودے حاصل کرنا چاہتا ہے، اس طرح وہ سیاسی عمل کو اپنے کاروباری معاملات کے ترازو میں تولتا ہے، اور یہی اس کے زوال کا راز ہے۔

حربے بدلنا ایک اچھی بات ہے، لیکن انہیں کثرت سے بدلنا قابل ستائش نہیں ہے۔ بلکہ، یہ تذبذب اور صورتحال اور اس کے ممکنہ نتائج کے گہرے اور باخبر تجربے کی کمی کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی بغیر کسی منصوبے کے ہاتھ پاؤں مار رہا ہو، اور کہہ رہا ہو کہ 'آؤ یہ طریقہ آزماتے ہیں، اور اگر یہ کام نہ کرے تو ہم دوسرا آزمائیں گے'، اور اسی طرح۔ اس سے حکمتِ عملی وضع کرنے والوں پر اعتماد کو ٹھیس پہنچتی ہے، کیونکہ حکمتِ عملی کو مکمل مطالعہ کے بعد ایک مقصد حاصل کرنے کے لیے ڈیزائن کیا جانا چاہیے، نہ کہ اسے اچانک وضع کیا جائے۔ اس سے

یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ اتنا ہیبت ناک نہیں ہے جتنا بہت سے لوگ اس سے ڈرتے ہیں، اور اسے شکست دینا ممکن ہے۔ یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے اس وقت ہو گا جب نبوت کے نقش قدم پر خلافت راشدہ قائم ہوگی، اور جب حزب التحریر جیسی مخلص، باشعور اور پر عزم سیاسی قیادت موجود ہوگی۔

دریں اثناء، پاکستان کے حکمران، جو اپنے ملک کی قدر و قیمت اور اصل صلاحیتوں سے بے خبر ہیں، جو کہ فطری طور پر امریکہ پر منحصر نہیں ہے، اسے اس کی مشکل صورت حال سے نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ ثالث اور پیغام رساں کے طور پر کام کر رہے ہیں، اور اپنے آقا ٹرمپ کی خدمت کے لیے بے تاب ہیں تاکہ وہ اپنی مشکل سے نکل سکے اور خطے میں اپنے منصوبوں پر عمل درآمد کر سکے۔ اس کی بجائے انہیں چاہیے کہ وہ امریکہ سے اپنی آزادی کا اعلان کریں، مسلمانوں اور ان کی سرزمینوں کو متحد کرنے کے لیے کام کریں، اور حکمرانی کا اختیار حزب التحریر کے سپرد کریں تاکہ امریکہ وہ دیکھے جو خلیفہ عمرؓ نے فارس اور روم پر مسلط کیا تھا۔